7

احباب کو قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ کی ایک ہزار جلد خرید کر سلسلے کے سپرد کر دینی چاہیئے تا سیاستدانوں، لیڈروں اور مستشرقین میں تقسیم کی جا سکیں۔

(فرمودہ 21 فروری 1947ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''مجھے کوئی بیس پچیس دن سے حرارت ہو جاتی ہے۔ اِس کی وجہ سے مَیں اکثر نمازوں کے لئے مسجد میں نہیں جا سکتا۔ بالعموم ظہر کے بعد حرارت شروع ہو جاتی ہے اور اس کی وجہ سے مجھے بولتے وقت تکلیف محسوس ہوتی ہے اور مَیں کسی مضمون کو کَمَا حَقُّہٗ بیان کرنے سے قاصر رہتا ہوں۔ بہرحال چونکہ جمعہ کا دن ہی ایک ایسا موقع ہوتا ہے جس میں جماعت قادیان کے تمام افراد جمع ہوتے ہیں۔ اس لئے اِس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جماعت کے مناسبِ حال مضمون بیان کر دیتا ہوں تا کہ جماعت کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہوتا رہے اور پہلے کی نسبت زیادہ محنت سے کام کرنے کی کوشش کرے۔ پھر یہ خطبہ تفصیل کے ساتھ الفضل میں بھی شائع ہو جاتا اور بیرونی جماعتوں کو پہنچ جاتا ہے اور جماعت کے لئے ایک رشتے اور تاگے کا کام دیتا ہے۔ جس طرح تاگہ تسبیح کے دانوں میں اتحاد اور یگانگت پیدا کر دیتا ہے اِسی طرح خطبہ جمعہ تمام جماعت کے خیالات اور جذبات میں اتحاد اور یگانگت کا موجب بن جاتا ہے۔ جماعت قادیان

تو خطبہ جمعہ یہاں مسجد میں سن لیتی ہے اور بیرونی جماعتیں اسے اخبار میں شائع ہونے کے بعد پڑھ لیتی ہیں اور اِس طرح جماعت کے خیالات میں اتحاد پیدا ہو جاتا ہے۔ جس طرح تاگے کے ذریعہ تسبیح کے دانے اکٹھے ہو جاتے ہیں اِسی طرح خطبہ جمعہ کے ذریعہ جماعت اپنے خیالات میں متحد ہو جاتی ہے اِس لئے اِس موقع کو مَیں حتی الوسع جانے نہیں دیتا۔

آج مَیں جماعت کو اِس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ جس کا ہماری جماعت کو ایک لمبے عرصہ سے انتظار تھا اور جس میں مولوی شیر علی صاحب کی صحت کی خرابی کی وجہ سے بہت دیر ہو گئی خدا تعالیٰ کے فضل سے مکمل ہو چکا ہے اور ابتدائی دس پاروں کے تفسیری نوٹ بھی چھپ کر تیار ہو گئے ہیں۔ مَیں نے نوٹ لکھنے والوں کو ہدایت کی ہے کہ جو درس مَیں نے دیئے ہوئے ہیں اُن سے اور ان کے علاوہ میری کتابوں سے تفسیری نوٹ لئے جائیں۔ کیونکہ یہ کتاب میری ذمہ داری اور میری طرف منسوب ہو کر شائع ہو رہی ہے۔ چونکہ یہ توضیح میری طرف منسوب ہو گی اِس لئے اِس کے تفسیری نوٹ بھی میرے ہی ہونے چاہئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جن جن آیات کی تفسیر کی ہے وہ خود بخود اس میں آ جائیگی۔ کیونکہ ہم نے انہی کے نور سے روشنی لی ہے اور وہ ہمارے علوم کا منبع ہیں۔ اِسی طرح حضرت خلیفہ اوّل سے مَیں نے قرآن کریم پڑھا ہے۔ آپ کی بیان کردہ تفسیر کے ضروری نکتے بھی اِس میں آ جائیں گے۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ تفسیر کی تمام باتیں اِس میں نہیں آ سکتیں۔ اِسی طرح حضرت خلیفہ اول کی تفسیر کی تمام باتیں بھی اس میں نہیں آ سکتیں۔ نہ صرف اِس وجہ سے کہ تمام کو ایک تفسیر میں بیان نہیں کیا جا سکتا بلکہ اِس وجہ سے بھی کہ ہو سکتا ہے مجھے بعض مقامات پر حضرت خلیفہ اول کی کسی تفسیر سے اختلاف ہو۔ یا بعد میں جو علوم ظاہر ہوئے ہیں اُنہوں نے قرآن کریم کے متعلق نئے انکشافات کا دروازہ کھول دیا ہو۔ بہرحال اِس موقع پر انتخاب ہی کام آ سکتا ہے ساری باتوں کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ یہ نوٹ پندرہ پاروں تک لکھے جا چکے ہیں اور ترجمہ سارے کا سارا مکمل ہو چکا ہے۔ اِتنی بڑی کتاب کا ایک ہی جلد میں شائع کرنا مشکل تھا اِس لئے فیصلہ کیا گیا ہے کہ اسے دو یا تین جلدوں میں شائع کیا جائے۔ چونکہ پہلی جلد کے ساتھ دیباچہ بھی لگے گا جو قرآن کریم کے مطالب کے سمجھنے کے لئے ایک مشعل راہ کا کام دے

گا اِس لئے پہلی جِلد دس ساڑھے دس پاروں پر مشتمل ہوگی۔ اور دوسری جلد میں بقیہ حصہ مضمون کا شائع کیا جائے گا۔ ڈلہوزی میں تفسیر کبیر کے کام کے علاوہ میں نے انگریزی ترجمۃ القرآن کا دیباچہ بھی لکھنا شروع کر دیا تھا جو کہ آج خدا تعالیٰ کے فضل سے ختم ہوگیا ہے۔ انگریزی میں اس کے 260 یا 275 کے قریب صفحات بنیں گے اور اردو میں پانچ سو ساڑھے پانچ سو صفحے ہوں گے۔ اِس دیباچہ کے کُل 1045 کالم ہیں۔ اردو میں دو کالم کا ایک صفحہ بنتا ہے۔ اور انگریزی قرآن کریم کا سائز چونکہ بڑا ہے دوسرے انگریزی ٹائپ میں مضمون زیادہ آ جاتا ہے اِس لئے خیال کیا جاتا ہے کہ انگریزی میں 260 یا 275 صفحے کا مضمون ہو جائے گا۔ چودھری ظفر اللہ خاں صاحب دیباچہ کے مضمون کے آخری حصہ کا ترجمہ کر رہے ہیں اور قاضی محمد اسلم صاحب نے اس کے پہلے حصہ کا ترجمہ کیا ہے۔ چودھری صاحب کو اِس کام میں چونکہ مہارت ہے اس لئے امید ہے کہ وہ بقیہ کام بہت جلد ختم کر دیں گے اور آٹھ دس دن کے اندر اندر دیباچہ کا ترجمہ مکمل ہو جائے گا۔ ساتھ ساتھ یہ مضمون چھپتا بھی جا رہا ہے۔ چنانچہ مختلف قسطوں میں پریس والوں کو مضمون بھجوایا جا چکا ہے اور باقی کے متعلق ہم ملک غلام فرید صاحب اور مولوی شیر علی صاحب سے امید رکھتے ہیں کہ وہ پریس والوں پر زور دے کر جلدی چھپوانے کا انتظام کریں گے۔ 190 صفحے تک کا پیاں اُن کے پاس آ چکی ہیں۔ اگر وہ بقیہ مضمون کے لئے پریس والوں پر زور ڈالیں گے تو امید ہے کہ یہ کام جلدی ہو جائے گا۔ دیباچہ کے متعلق میں نے کہہ دیا ہے کہ اِس میں آیات کا عربی متن درج نہ کیا جائے انگریزی ترجمہ کافی ہے۔ کیونکہ انگریزی پریس کو عربی ٹائپ کرنے کے لئے بہت دقّت محسوس ہوتی ہے۔ امید ہے کہ اگر ہمارے آدمی جلدی مضمون پہنچاتے جائیں اور پریس والے بھی جلدی کرنے کی کوشش کریں تو اپریل میں مجلس مشاورت کے موقع پر دوستوں کو اسکی جلدیں انشاء اللہ مل سکیں گی۔ جہاں تک ترتیب وتصنیف کا کام تھا وہ تو ہو گئی۔ اشاعت کا سوال ابھی باقی ہے۔ یہ کتاب اِتنی بڑی ہے کہ میرا خیال ہے بیس پچیس روپے سے کم میں یہ نہیں مل سکے گی۔ لیکن جماعت میں سے جو صاحبِ حیثیت لوگ ہیں اُن کے لئے ایسی قیمتی چیز اتنی قیمت پر خریدنا کوئی مشکل نہیں۔ فِی الْحال ہم اسکی دو ہزار جِلدیں چھپوا رہے ہیں۔ اس میں ایک ہزار جِلد جماعت کے لئے ہے اور ایک ہزار جِلد دوسرے لوگوں میں تقسیم کرنے کے لئے ہے۔ جماعت

میں ہزار کاپی کا لگ جانا کوئی مشکل بات نہیں۔ اور باہر والوں کے سامنے اس کتاب کو پیش کرنے کے کئی طریقے ہیں۔

ایک تو یہ کہ اس کے متعلق تحریک کی جائے اور دوسرے یہ کہ اشتہار دیئے جائیں۔ اگر ایسا کیا جائے تو دوسرے لوگوں میں ایک ہزار کاپی کا لگ جانا کوئی مشکل بات نہیں۔ لیکن افراد کا خریدنا ہمارے لئے نفع مند نہیں ہوسکتا۔ ہزار افراد تو پنجاب میں ہی ایسے نکل سکتے ہیں جو کہ ایک ایک کاپی بڑی خوشی سے خرید لیں گے۔ سارا پنجاب تو کیا صرف لاہور میں ہی ایسے لوگ نکل سکتے ہیں۔ لیکن اِس طرح ہزار کاپی تقسیم کرنے سے دنیا میں اس کے ذریعہ شور نہیں مچایا جا سکتا۔ دو ارب کی دنیا ہے۔ اس کے مقابلہ میں ایک ہزار افراد جو ایک گوشے میں پڑے ہوئے ہوں کیا آواز پیدا کر سکتے ہیں۔ اور اتنی بڑی دنیا کے مقابلے میں ان کی حیثیت ہی کیا ہے۔ اِس لئے ہمیں ان کاپیوں کو ایسے طور پر تقسیم کرنا چاہیئے جس سے ہم زیادہ سے زیادہ لوگوں کی توجہ کو کھینچ سکیں اور جس سے ہم زیادہ سے زیادہ لوگوں کو متأثر کر سکیں۔ اِس کا ایک طریق یہ ہے کہ ہم ایسے لوگوں میں اِس کتاب کو تقسیم کریں جن کی آواز کو اہمیت دی جاتی ہے اور لوگ ان کی باتوں کا اثر قبول کرتے ہیں۔ مثلاً بڑے بڑے علماء تک اِس کتاب کو پہنچایا جائے۔ علماء سے مراد میری مسلمان علماء نہیں بلکہ ہر مذہب وملّت کے عالم جو کہ اپنے فرقہ کے ہیڈ سمجھے جاتے ہوں اور لوگ اُن کی آواز سے متاثر ہوتے ہوں۔ مثلاً ہندوؤں میں آجکل گاندھی جی ہیں۔ اور اِس سے پہلے پنڈت مالویہ جی 1 تھے۔ ایسے دس بیس آدمیوں میں یہ جلدیں تقسیم کی جائیں اور پھر مخالف یا مطابق جو رائے بھی دیں اُسے لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے۔ اِس طرح لوگ ان کی آواز پر کان دھریں گے۔ یا بعض بادشاہوں کے سامنے اِس کتاب کو پیش کیا جائے کہ وہ اِس کتاب کا مطالعہ کریں اور اس کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کریں۔

ایک اَور طبقہ جو کہ یورپ امریکہ میں بہت بڑا اثر رکھتا ہے وہ مستشرقین کا گروہ ہے۔ یہ لوگ مشرقی ممالک کے مذاہب کی طرف توجہ کرتے ہیں اور انکا مطالعہ کرنے کے بعد اپنا ریویو اُن کے متعلق شائع کرتے ہیں۔ امریکہ اور یورپ میں لوگوں کو دُنیوی کاموں سے بہت کم فرصت ملتی ہے۔ اور اکثر اُن میں سے تجارت، صنعت وحرفت اور دیگر شعبوں میں مصروف رہتے

ہیں۔ اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ڈاکٹر کا کام یہ ہے کہ وہ لوگوں کا علاج کرے اُس کو مذہب کی ضرورت نہیں۔ پروفیسر کا یہ کام ہے کہ وہ نئی نئی تھیوریاں بنائے اُسے مذہب کی ضرورت نہیں۔ بیرسٹر کا یہ کام ہے کہ وہ قانون کے متعلق غور وفکر کرے اس کو مذہب کی ضرورت نہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے لئے مذہب کی راہ نمائی ضروری قرار دی ہے اور ہر انسان کے لئے دین سے تعلق قائم کرنا ضروری قرار دیا ہے۔ لیکن یورپ وامریکہ والے اسے بھی دنیوی کاموں کی طرح کا ایک کام سمجھتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ جس طرح ہر شخص ڈاکٹر یا وکیل نہیں بن سکتا اِسی طرح ہر شخص مذہبی نہیں بن سکتا۔ اُن میں جو لوگ مذہبی کتب کا مطالعہ کرتے ہیں وہ پادری کہلاتے ہیں۔ اور جو لوگ مشرقی مذاہب کے علوم کا مطالعہ کرتے ہیں وہ مستشرق کہلاتے ہیں۔ اور انگریزی میں وہ اورینٹلسٹ (ORIENTALIST) کہلاتے ہیں۔ یہ لوگ عام طور پر کالجوں کے پروفیسر یا فلاسفر ہوتے ہیں، مشرقی علوم کا گہرا مطالعہ کرتے ہیں اور مشرقی علوم کا خلاصہ کرکے کبھی کبھی رسالے کی صورت میں اپنی قوم کے سامنے پیش کرتے ہیں جس سے دوسرے لوگوں کو یہ علم ہو جاتا ہے کہ مشرقی لوگ آجکل کیا کچھ کر رہے ہیں۔ گویا یہ لوگ دوسرے لوگوں کے لئے بطور وکیل کے کام کرتے ہیں اور مشرقی علوم کی مسل کا خلاصہ کرکے ان کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اور جب وہ کسی کتاب کا خاص طور پر ذکر کرتے ہیں تو سیاستدانوں اور امراء کا طبقہ اُس میں خاص دلچسپی لینے لگتا ہے۔ ایسے لوگوں کا دوسروں پر بہت زیادہ اثر ہوتا ہے۔ اور وہ جس کتاب کے متعلق ریویو کر دیں لوگ اُسے ضرور پڑھتے ہیں۔

افراد کے علاوہ دوسری چیز لائبریریاں ہیں۔ یورپ اور امریکہ میں کسی اچھی کتاب کا سب سے زیادہ چرچا لائبریریوں کے ذریعہ ہوتا ہے۔ چونکہ وہ علمی مذاق کے لوگ ہیں اِس لئے وہ مہینہ دو مہینہ کے بعد لائبریری میں ضرور جاتے ہیں۔ اور لائبریری میں جا کر وہ نئی اور عجیب کتاب کے مطالعہ کی کوشش کرتے ہیں۔ اور خصوصاً وہ اُس کتاب کو ضرور دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں جس کے متعلق مستشرقین نے کوئی رائے ظاہر کی ہو۔ جب وہ کسی کتاب کے متعلق یہ پڑھیں گے کہ مستشرقین نے اُس کی خوبی کا اظہار کیا ہے یا اُس کے عجیب ہونے کا اظہار کیا ہے تو وہ اپنی نوٹ بک میں نوٹ کرلیں گے اور جب موقع ملے گا لائبریری میں جائیں گے اور جا کر وہی

کتاب مانگیں گے۔ کیونکہ ہر شخص اِتنی کتابیں خرید کر تو اپنے پاس رکھ نہیں سکتا لائبریری ہی ایک ایسی جگہ ہے جہاں ہر انسان آسانی سے کتاب لے کر پڑھ سکتا ہے۔ دنیا میں ہزاروں لاکھوں کتب چھپ رہی ہیں۔ ہر انسان ہر کتاب کو خرید کر نہیں پڑھ سکتا۔ اِس لئے لوگ لائبریریوں میں چلے جاتے ہیں اور وہاں سے مشہور کتابیں مانگ کر پڑھ لیتے ہیں۔ پس ایک ذریعہ تو یہ ہے کہ کچھ کتابیں بڑے بڑے سیاسی لیڈروں اور جماعتوں کے مذہبی عالموں اور مستشرقین کو دی جائیں۔ اور دوسرا ذریعہ یہ ہے کہ کچھ کتابیں لائبریریوں میں رکھوائی جائیں۔ دنیا میں اِس وقت لاکھوں لائبریریاں ہیں اور ہمارے پاس کُل ایک ہزار کتابیں ہیں۔ جن میں سے تین سو ہم بڑے بڑے آدمیوں میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں اور سات سو کتابیں لائبریریوں میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔ صرف امریکہ میں ہی دس ہزار لائبریریاں ہیں۔ جب ہم امریکہ کہتے ہیں تو اِس سے ہماری مراد یونائیٹڈ سٹیٹس ہوتی ہے۔ ورنہ دراصل امریکہ نام ہے دو بہت بڑے علاقوں کا۔ جن میں سے ہر ایک براعظم ہے۔ اس کے دو حصے ہیں شمالی امریکہ اور جنوبی امریکہ۔ جس طرح ایشیا ایک بہت بڑا براعظم ہے اور اس میں چین، جاپان، ہندوستان، ملایا، جاوا، سماٹرا، کوچین (کیرالہ)، ایران، عراق، شام وغیرہ شامل ہیں۔ اِسی طرح امریکہ ایک بہت بڑا براعظم ہے اور یونائیٹڈ سٹیٹس اِس کا ایک حصہ ہیں۔ دونوں امریکی علاقوں کے پندرہ بیس ممالک ہیں۔ جیسے کینیڈا، ارجنٹائن، برازیل، اور چلّی وغیرہ۔ ان میں بہت سی لائبریریاں ہونگی۔ پس اندازاً بیس تیس ہزار لائبریریاں تو صرف امریکہ میں ہی ہونگی۔ اور ابھی برطانیہ، روس، فرانس، اٹلی، ہالینڈ، جرمنی، یونان، بیلجیئم، ناروے، سوئٹزرلینڈ، فن لینڈ، یوگوسلاویہ، اور افریقہ کے کئی ممالک، ایشیا، آسٹریلیا کے ممالک کی لائبریریاں اِن کے علاوہ ہیں۔ اور ان ملکوں کی لائبریریاں بھی یقیناً لاکھ سے زیادہ ہی بنیں گی۔ ان میں سے اب سات سو جگہوں کا انتخاب کرنا بھی بڑا کام ہے۔ مگر بہرحال مجبوراً مالی مجبوری کی وجہ سے سات سو لائبریریوں پر ہی کفایت کرنا ہوگا۔

اور اِس غرض کے پورا کرنے کے لئے جماعت کو ہمت دکھانی چاہیئے اور ایک ہزار کتاب خرید کر سلسلے کے سپرد کر دینی چاہیئے تاکہ بڑے بڑے سیاستدانوں، لیڈروں، مذہبی لوگوں اور مستشرقین میں اِن کتابوں کو تقسیم کیا جا سکے۔ اگر کتاب کی قیمت بیس روپے ہوئی تو کُل بیس ہزار

کی رقم بنتی ہے۔ اور اگر پچیس روپے ہوئی تو پچیس ہزار روپے کی رقم بنتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیس پچیس ہزار کی رقم جماعت کے لئے کوئی بڑا بوجھ نہیں۔ بلکہ جس قسم کا یہ کام ہے اِس کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے یہ رقم بہت ہی ادنیٰ ہے۔ کہتے ہیں ''جو بولے وہی کُنڈا کھولے''۔ اِس لئے مَیں اپنی طرف سے ایک سَو جلد خرید کر سلسلہ کو تقسیم کرنے کے لئے دینے کا وعدہ کرتا ہوں۔ ایک سو جلدوں کی جو بھی قیمت ہوگی وہ میں دونگا۔ باقی نو حصے جماعت کو پورے کرنے چاہئیں۔ لجنہ اماء اللہ قادیان نے دوسو جلدوں کا وعدہ کیا ہے۔ اس لئے اب صرف سات سو جلدیں باقی جماعت کے ذمہ رہ جاتی ہیں۔ ممکن ہے بعض مخلصوں کو اللہ تعالیٰ توفیق بخشے اور یہ حصے بھی لگ جائیں اور باقیوں کو افسوس کرنا پڑے۔ اِس لئے اِس نیک کام میں حصہ لینے کے لئے دوستوں کو جلدی کرنی چاہیئے۔ ارادہ ہے کہ ایک سَو جلد جو کہ بادشاہوں اور حکومتوں کے پریذیڈنٹوں وغیرہ میں تقسیم کی جائے گی اُس کی جلدیں انگلستان سے خاص قسم کی بنوائی جائیں جو کہ اُن لوگوں کے اعلیٰ مذاق کے مطابق ہوں۔ یا پھر ہزار کی ہزار ہی انگلستان بھجوادی جائیں اور ان میں ایک سو کاپیوں کی خاص قسم کی جلدیں بنوالی جائیں اور باقی نو سو کی عام جلدیں وہاں کے مذاق کے مطابق بنوالی جائیں۔ اور جِلدیں بنتے ہی وہ لیڈروں اور مستشرقین کے ہاتھوں میں پہنچ جائیں تاکہ وہ جلد سے جلد اِس کتاب کے مضامین سے واقف ہو جائیں۔ اگر ان میں سے بعض اِس پر ریویو کر دیں اور وہ اخباروں میں شائع ہو تو یکدم لاکھوں آدمیوں میں اِس کتاب کے متعلق تحریک کرنے کا باعث بن سکتا ہے۔ کیونکہ ان ملکوں میں بعض علمی اخبار بھی پندرہ بیس لاکھ تک چھپتے ہیں۔ اِس طرح ایک دن میں پندرہ بیس لاکھ انسان تک اِس کتاب کی خبر پہنچ سکتی ہے۔ لوگ مستشرقین کی رائے اخباروں میں پڑھیں گے اور اصل کتاب کو پڑھنے کے لئے لائبریریوں کی طرف آئیں گے۔

دوسری جِلد کے متعلق بھی ہم کوشش کریں گے کہ وہ جلد سے جلد چھپ جائے۔ جنگ کی وجہ سے اب اخراجات بہت زیادہ ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اگر تین چار سال کے بعد یہ کتاب انگلستان سے چھپوائی جائے تو نصف قیمت پر چھپ سکے گی۔ جب قیمتیں سستی ہو جائیں گی۔ اُس وقت پھر دوبارہ اِس کتاب کو چھپوایا جائے گا۔ اور اِس کی مزید آٹھ دس کاپیاں افراد میں اور لائبریریوں

میں تقسیم کی جائیں گی۔ لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ وہ اُس وقت تک زندہ رہے گا اور کون پسند کریگا کہ وہ پہلی صف میں شامل ہونے کی طاقت رکھتے ہوئے دوسری صف میں شامل ہو۔

پس مَیں جماعت میں تحریک کرتا ہوں کہ ایک ہزار کتاب خرید کر سلسلہ کے سپرد کر دی جائے اور بقیہ ایک ہزار اپنے لئے خرید لی جائے۔ اور اس معاملہ میں سُستی سے کام نہ لیا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ کتابیں بِک جائیں اور بعد میں پھر پچھتانا پڑے۔ کُل ایک ہزار کتاب ہے اور خریدار یقیناً ایک ہزار سے زائد ہو جائیں گے۔ اِس لئے جو لوگ پیچھے رہ جائیں گے اُن کو سوچ لینا چاہیئے کہ اُن کو دوسرے ایڈیشن تک انتظار کرنا پڑے گا۔ اتنے لمبے انتظار کے بعد یہ کتاب شائع ہو رہی ہے ایسا نہ ہو کہ ان کے حصہ میں پھر بھی انتظار ہی آئے۔ یہ کتاب ایسے وقت میں شائع ہو رہی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے مشن باہر کام کر رہے ہیں۔ اگر اِس وقت سے پہلے شائع ہوتی تو شاید اس کے اتنے شاندار نتائج نہ نکلتے۔ اِس سے پیشتر لوگ بعض دفعہ اعتراض کیا کرتے تھے کہ اتنی دیر کیوں کی جا رہی ہے۔ لیکن بعض کاموں کا دیر سے ہونا ہمیں ناپسندیدہ نظر آتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی حکمت اُس کے پیچھے کام کر رہی ہوتی ہے۔ مَیں دیکھتا تھا کہ جماعت اِس تفسیر کے لئے بے چین نظر آتی تھی کہ اِتنی دیر ہو گئی ہے ابھی تک تفسیر شائع نہیں ہوئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مشیّت یہ چاہتی تھی کہ بہت سے ممالک میں ہمارے مشن قائم ہو جائیں اور ہمارے مبلغ اس کتاب کے سمجھنے میں مدد دیں۔ اگر اُس وقت یہ کتاب بیرونی ممالک میں پہنچا دی جاتی جبکہ ہمارے مشن قائم نہ ہوئے تھے تو اگر کسی کو کوئی بات سمجھ نہ آتی تو وہ کس سے پوچھتا؟ لیکن اب تو مبلغین اُن کے پاس موجود ہیں۔ جس حصے کی سمجھ نہ آئے گی ہمارا مبلغ سمجھا دے گا۔ اور جو حصہ تبلیغ کا مبلغ کے لئے مشکل ہو گا اُس میں تفسیر اُس کی مدد کر دے گی۔ پس اِتنی مدت کے انتظار کے بعد جو چیز دوستوں کو مل رہی ہے اُسے جلدی حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور جو دوست یہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنے انگریزی پڑھے ہوئے دوستوں کو انگریزی میں تبلیغ کریں اُن کو ضرور یہ تفسیر خرید لینی چاہیئے۔ اِتنی بڑی کتاب تحفۃً تو دی نہیں جا سکتی۔ یہی ہو سکتا ہے کہ کبھی ایک دوست کو اور کبھی دوسرے دوست کو ہفتہ دو ہفتے کے لئے مطالعہ کے لئے دے دی اور اس نے مطالعہ کرنے کے بعد واپس کر دی۔ یہ ذریعہ تبلیغ کا نہایت اعلیٰ ہے۔ اگر کسی شخص نے اس موقع پر سُستی اور غفلت

سے کام لیا اور کتاب خریدنے میں دیر کی تو پھر اُسے یہ کتاب کسی قیمت پر بھی نہ مل سکے گی۔ مَیں پہلی تفسیر کبیر کے متعلق دیکھتا ہوں کہ ہم نے ہزار صفحے کی کتاب پانچ پانچ روپے میں فروخت کی۔ لیکن بعض دوستوں نے اُس وقت سُستی اور کوتاہی کی۔ لیکن اب بیسیوں آدمیوں کے خطوط آرہے ہیں کہ تفسیر کسی قیمت پر ملے ہمیں ضرور لے دیں۔ اَور تو اَور ہمارے بعض اداروں نے بھی اُس وقت سُستی کی اور بعد میں اب پچھتاتے ہیں۔ مَیں نے مختلف اداروں سے پتہ کرایا تو معلوم ہوا کہ کالج، جامعہ احمدیہ، مدرسہ احمدیہ والوں نے پہلی جِلد نہیں خریدی اور دوسری جِلدیں خرید لی ہیں۔ پہلی جِلد کے متعلق وہ کہتے ہیں ہم نے بہت کوشش کی ہے ملتی ہی نہیں ہے۔ اور اب تو جنگ ختم ہو چکی ہے اور سماٹرا اور جاوا والے بھی مطالبہ کریں گے کہ ہمارا حصہ ہمیں دیا جائے، ہمیں کیوں اِس سے محروم کیا گیا ہے۔ وہ ایک ہزار صفحے کی کتاب تھی لیکن بوجہ جنگ کے ہم اُسے دوبارہ نہیں چھپوا سکے حالانکہ اس کے چھپوانے میں وہ دقتیں نہیں ہیں جو کہ انگریزی کتاب کے چھپوانے میں ہیں۔ کیونکہ انگریزی پریس والوں کے پاس عربی ٹائپ نہیں ہوتی اِس وجہ سے انگریزی کتاب کے چھپوانے میں اُس سے زیادہ دقتیں ہوتی ہیں۔ گو جنگ کے اثرات کے زائل ہونے کے بعد امید ہے کہ یورپ سے یہ کتاب چھپوائی جائے تو بہت سستی چھپ جائے گی۔ لیکن اِس کے لئے بھی تو چار پانچ سال کا انتظار کرنا ہوگا یا شاید زیادہ۔ پس افراد کو اور اداروں کو جلد سے جلد آرڈر دے دینے چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ اِس تفسیر کی اشاعت میں خاص برکت بخشے اور دوسری جِلد یا جِلدوں کی اشاعت کے لئے بھی جلد راستہ کھول دے۔ اَللّٰھُمَّ اٰمِیْنَ۔''

(الفضل 26 رفروری 1947ء)

1: **پنڈت مدن موہن مالویہ**: (1861ء-1946ء) ہندوستان کے ممتاز سیاسی رہنما جو دوبار انڈین نیشنل کانگرس کے صدر رہے۔ بنارس یونیورسٹی کا قیام اِنہیں کی کوششوں کا نتیجہ ہے اور وہ کئی برس تک اس کے وائس چانسلر رہے۔ ملک کی آزادی کی مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اس کے لئے ہر قسم کی قربانی دی۔ (اُردو جامع انسائیکلو پیڈیا جلد 2 صفحہ 1387 مطبوعہ لاہور 1988ء)